بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال کا جواب

متحدہ عرب امارات (یو اے ای) کی ماتحتی اور کچھ علاقائی معاملات پر اس کا موقف

(ترجمہ شدہ)

سوال: متحدہ عرب امارات (یو اے ای) کی پوزیشن میں کچھ مسائل اور تضاد نظر آتے ہیں، جیسے کہ: یو اے ای اور دوسرے برطانوی ایجنٹوں کی پوزیشن میں ایک بڑا فرق جیسے عبد ربّو منصور حادی کے بارے میں اس کا موقف۔ ایسی خبریں آئی ہیں کہ یو اے ای میں ان کی آمد کو تسلیم نہیں کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ یو اے ای نے ادن (Aden) میں ائرپورٹ کے حفاظتی مینیجر کو برخاست کرنے کے اس کے فیصلے کو بھی نامنظور کر دیا، اور اس کے علاوہ یو اے ای اور تیونس میں بھی تناؤ ہے۔۔۔ یہ اس وقت ہو رہا ہے جب یہ سب امریکی ایجنٹوں کے مفاد کے مطابق ہے؛ یو اے ای امریکی ایجنٹ سلمان (سعودی بادشاہ) کی قیادت میں Decisive Storm Operation میں شامل تھا اور یہ لیبیا میں امریکہ کے ایجنٹ خلیفہ حفتر کی تاعید میں مضبوطی سے کھڑا ہے۔ یہ مصری صدر عبدالفتح السیسی کی بھی تائید اور غیر محدود حمایت کا ضامن بنا ہے۔ برطانوی ایجنٹوں کی امریکی ایجنٹوں کے ساتھ ان تعلقات کی کس طرح سے توجیہ و تشریح کی جا سکتی ہے؟

جواب:

1۔ 1971 کے بعد، یو اے ای سات متحدہ امارات میں تبدیل ہو گیا۔ شیخ زید بن سلطان النعیان ابو ظہبی (Abu Dhabi) کے حکمران، یو اے ای کے صدر بنے۔ 2004 میں ان کے انتقال کے بعد، ان کے بڑے بیٹے شیخ خلیفہ بن زید النعیان یو اے ای کے صدر بنے۔ یو اے ای کی 90 لاکھ کی آبادی میں 11 فی صد وہاں کے علاقائی باشندے ہیں۔ شیخ خلیفہ نے مغربی ممالک سے ہتھیاروں کی خریداری کر کے یو اے ای کی جنگی استعداد میں اضافہ کیا ہے اور سپاہیوں کی مشق و ریاضت میں بہت سرمایہ خرچ کیا ہے۔ یو اے ای نے F 16E/F Desert Falcon Aircraft طیاروں کا 80 طیاروں پر مشتمل پہلا دستہ امریکہ سے 6.4 بلین ڈالر کے معاہدے پر حاصل کیا۔ بعد میں یو اے ای نے اپاچی Apache ہیلی کاپٹر، ایف 16 لڑاکا جیٹ طیارے، بکتر بند گاڑیاں اور مختلف راکٹ اور گولہ بارود خریدے۔ اور اس طرح یو اے ای سیاسی اور جنگی کردار کو ادا کرنے کے لیے تیار ہو گیا! یو اے ای میں ملکہ برطانیہ کی 2010 میں آمد اس کردار کی پختگی پر مہر تھی۔ ابو ظہبی (Abu Dhabi) میں برطانوی سفیر ڈامک جیرمی نے اے ایف پی AFP کو بتایا "برطانیہ کی ملکہ الیزبیتھ دوم یو اے ای میں سرکاری ملاقات کے سلسلے میں کل تشریف لائیں ہیں۔ ملکہ اور یو اے ای کے حکمران خاندان کے مابین بہت مضبوط رشتہ ہے"۔ یو اے ای کے لندن میں سفیر عبد الرحمٰن المطوعی نے اس دورے کو دونوں دوست ممالک کے بابین باہمی رشتوں کے عروج کی نشو نماء کے اعتبار سے تسلیم کیا اور اس دورے کو بہت اہم بتایا (الشرق الاسوت اخبار، 25 نومبر 2010)۔

یو اے ای نے اپنے کردار کو بخوبی نبھایا اور برطانوی پالیسی کے نفاذ کے خاطر استعماری اتحادوں میں شمولیت اختیار کی، چاہے وہ اتحاد برطانوی ہوں یا امریکی، تاکہ برطانیہ کے لیے امریکی پالیسی پر نظر رکھ سکے۔ اس طرح سے یو اے ای برطانیہ سے وفاداری کے باوجود امریکہ کے جھنڈے تلے لڑ رہا ہے اور اس کی یا اس کے ایجنٹوں کی اتباع کر رہا ہے جیسے کہ یو اے ای عرب اتحاد میں شامل ہوا ہے (بنسبت امریکہ کے) جس کی قیادت Decisive Storm کے نام سے سعودی عرب کا شاہ سلمان کر رہا ہے۔ سعودی عرب کے بعد وہ دوسری طاقت ہے جو اپنے 30 طیاروں کے ساتھ اس میں حصّہ

لے رہا ہے۔۔۔وہ اپنے آپ کو امریکہ کے رفیق کے طور پر پیش کرتا ہے۔ واشنگٹن میں یو اے ای کے سفیر یوسف الاعتیبہ نے کہا "یو اے ای امریکہ کا ایک پر سکون اور توانا دوست ہے، اور اس کا عرف نام چھوٹا اسپارٹا ہے" (واشنگٹن پوسٹ 9 نومبر 2016)۔ 3 جنوری 2017 کو واشنگٹن پوسٹ میں یو اے ای کے الظفرۃ (Dhafra) بیس سے ایک نامہ نگار نے حوالہ دیا: "امریکی طیارے الظفرۃ بیس سے ہی اڑان بھر رہے ہیں۔ چھ ہفتوں سے وہ شام اور عراق پر بم باری کر رہے ہیں۔۔۔"۔ اخبار نے مزید کہا کہ "اس معاملے کے بارے میں معلومات نہیں ہے یا بہت کم معلومات ہے کہ الظفرۃ بیس پر امریکہ کے 3500 سپاہی تعینات ہیں، یہ واحد بیس ہے جس پر ایف 22 لڑاکا جیٹ موجود ہیں"۔۔۔اخبار نے وسط ایشیا کے سابق امریکی افواج کمانڈر اینھونی زنّی کا حوالہ دیا کہ "عالم عرب میں کسی دوسرے ملک کی بنسبت امریکہ کا آج کے وقت یو اے ای سے سب سے مضبوط رشتہ ہے"۔ اس طرح سے یو اے ای امریکہ کا ایک مضبوط رفیق نظر آتا ہے۔۔۔واقعتاً، یو اے ای برطانیہ کے لیے ایک خاص کردار ادا کر رہا ہے، اور اس نے امریکی جنگوں میں حصّہ صرف برطانیہ کی خاطر لیا ہے اور امریکہ کی ظاہری طور پر نصرت و تائید کرنے کے اس کے اس منصوبے کو انجام دے رہا ہے اور پس پردہ اس کے لیے حالات خراب کر رہا ہے!

2۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ جب سے برطانیہ کی مشرقی سویز (Eastern Suez) میں شکست ہوئی ہے، خاص طور سے 1956 میں، اس کی 1963 میں ہوئی یمن جنگ میں مکمّل شکست اور 1968 میں خلیج سے جنگی پسپائی کے اس کے فیصلے کے بعد جس کا نفاذ 1971 میں ہوا، برطانیہ اپنی موجودہ حالت میں نہیں رہ سکتا تھا۔ اس لیے اس نے جنگی پسپائی کو ترجیح دی اور بلاواسطہ استعماریت کو سیاسی، عسکری اور معاشی استعماریت کی شکل میں تبدیل کر دیا جیسا کہ اس نے اپنی زیادہ تر نو آبادیوں میں کیا ہے۔۔۔اس وقت (مشرقی سویز سے مکمّل پسپائی) سے برطانیہ امریکہ کے سامنے کھلے عام کھڑے ہونے کی جرات نہیں کر پا رہا ہے اس لیے امریکہ کے متعلق اس کی پالیسیاں عوامی طور پر اس کی حمایت و تائید کرتی نظر آتی ہے لیکن مخفی طور پر وہ امریکی مفادات کے لیے مضر ہوتی ہیں۔ اور اسی بنیاد پر برطانیہ اپنے ایجنٹوں کو ان کے کردار تقسیم کرتا ہے۔ اس لیے ایسا لگتا ہے کہ کچھ امریکہ کے حمائتی ہیں اور اس بنیاد پر امریکہ کے حلقات میں شامل ہو کر اس کے منصوبوں اور سازشوں کی سن گن لے لیتے ہیں اور دوسرے ایجنٹ سچّائی کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ وہ برطانیہ اور اس کے رفقاء کے ہی وفادار ہیں۔

3۔ اس طرح سے ہم سوال میں ذکر کردہ یو اے ای کے مختلف معاملات پر موقّف کی تفہیم مندرجہ ذیل طریقے سے کر سکتے ہیں:

الف: یو اے ای کا یمن میں کردار:

مارچ 2015 میں یو اے ای نے یمن کے حوالے سے سعودی عرب کے اعلان کردہ، Operation Decisive Storm میں حصّہ لیا تھا، حالانکہ ظاہری طور پر اس میں مطابقت نظر آ رہی تھی لیکن سچّائی کچھ اور تھی۔ سعودی عرب اس آپریشن کو محض ہوائی حملوں تک محدود رکھنا چاہتا تھا لیکن یو اے ای کی زمینی جنگ میں کثیر حصّہ داری اس بات کا اشارہ کرتی ہے کہ اس نے اس اتّحاد کا استعمال یمن میں زمینی افواج کی تعیناتی کے لیے کیا ہے۔۔۔اور اگر ہم سعودی عرب کے 5 اپریل 2015 کو یمن میں زمینی افواج کی موجودگی کے انکار اور 21 اپریل 2015 کو Decisive Storm Operation کے اختتام کے اعلان اور "امیّد کی بحالی" کی شروعات پر نظر ڈالیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ سعودی عرب، جو کہ ہوائی حملوں کے ذریعے سیاسی بندوبست کرنا چاہتا ہے ("امیّد کی بحالی" اس کی طرف اشارہ کرتی ہے)، اور یو اے ای (جو اس جنگ کے ذریعے یمن کے شہروں سے الحوثیون (Houthies) کا اخراج چاہتا ہے) کے مابین یہ تناؤ کا دور رہا ہے۔۔۔ سعودی عرب سیاسی حل کے لیے الحوثیون پر دباؤ ڈالنا چاہتا ہے جبکہ یو اے ای ان سے زمینی جنگ کر کے ان کو پیچھے کھدیڑنے پر آمادہ ہے۔

سعودی یو اے ای تنازع صرف اسی بات پر نہیں ہے بلکہ وہ صالح کے متعلق بھی اختلاف رکھتے ہیں۔ اس وقت جبکہ سعودی عرب اور صالح کے بیچ عداوت زور پکڑ رہی ہے، اس بات کی خبریں آ رہی ہیں کہ یو اے ای صالح کی تائید کر رہا ہے، اور یہاں تک کہ اس نے Decisive Storm کی ایک یورش میں اس کو بچایا بھی تھا۔ مصر العربیہ ویب سائٹ نے 4 اپریل 2015 کو بلاواسطہ یہ اشارہ کیا ہے کہ یمن کے ایک سینئر اہلکار نے مصر العربیہ کو دیے ایک بیان میں اس بات کا انکشاف کیا کہ کیونکہ ابو ظہبی (Abu Dhabi) نے یمن کے سابق صدر عبد اللہ صالح کے بیٹے کو Storm DecisiveOperaiton کے تحت ثناء پر بم باری کے متعلق آگاہ کر دیا تھا اس وجہ سے سعودی عرب اور یو اے ای میں عدم اتّفاق واقع ہو گیا

ہے۔اور یواے ای صالح کی حفاظت کی اہمیت کو بصیرت انگیز نظر سے دیکھتا ہے اور اس کو کسی بھی ہونے والے حل کی پہل میں ملوّث کرنا چاہتا ہے۔ اس نے اس بات کی وضاحت کی کہ یواے ای کی جنگی کاروائی کی تاریخ کے انکشاف سے صالح کی جان بچ گئی جس سے کہ وہ بم باری ہونے سے قبل ہی دار الحکومت ثناء کی محفوظ جگہ پر منتقل ہو گئے۔یہ یواے ای کے علی صالح کی تائید کی طرف بھی اشارہ ہے، وہ اس کے بارے میں اقوام متحدہ کی پابندیوں کی بھی پرواہ نہیں کرتا، اور سوشل میڈیا بھی یواے ای پر علی عبد اللہ صالح اور ان کے خاندان کو دی جارہی معاشی اور جنگی تائید کے الزامات سے بھرا ہوا ہے اور یواے ای کا سعودی قیادت میں چل رہے اتحّاد میں شمولیت کے باوجود وہ صالح کا رفیق بنا ہوا ہے جبکہ اس اتحّاد نے یمن میں الحوثیون اور ان کے رفیق صالح کے خلاف جنگ چھیڑ رکھی ہے۔

اور یہ وہ جنگ ہے جس کے اعلان کردہ مقاصد "زمین کی قانونی حیثیت کو واپس لانا" اور "الحوثیون کے ذریعہ کیے گئے خونی فوجی قبضے کو ختم کرنا" ہیں۔۔۔اس رشتے کی توثیق یمن پریس نے 22 اکتوبر 2015 کو ایک رپورٹ میں بھی کی ہے:"خروج شدہ صدر بر گیڈیر جنرل احمد علی صالح کا بیٹا یو اے ای میں ابھی بھی ایک خاص تحفظ کی شرط پر پناہ گزیں ہے، اس کے باوجود کہ یواے ای الحوثیون اور صالح کے خلاف جنگ میں ملوّث ہے"!!

- صدر حادی خود محفوظ نہیں ہیں۔اقوام متحدہ ان کو علیحدہ کرنے کی تجویز پیش کر رہی ہے۔دوسرے الفاظ میں برطانیہ یمن میں افواج اور کاغذات کی تیاری میں ہے۔اس لیے اگر حادی کو سیاسی منظر عام سے ہٹانے کے بین الاقوامی انتظامات پورے ہو گئے، تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہ ہوگا کہ یمن سے برطانیہ کا اثر ختم ہو جائے گا کیونکہ ان کے اثر کی نمائندگی دوسرے اور ذرائع سے بھی ہوتی ہے، اور حادی ان میں سے بس ایک ذریعہ ہے۔۔۔اس لیے برطانیہ نے یواے ای کے ذریعے علی صالح کی تائید کروائی ہے۔۔۔حادی اور صالح دونوں برطانیہ کے آدمی ہیں، لیکن برطانیہ کی مکّاری کے چلتے ان دونوں کے کرداروں کی تقسیم اصل مسئلہ ہے۔اس لیے یواے ای اور حادی کے بیچ تنازع کی تفہیم اس سیاق وسباق میں کی جاسکتی ہے(یعنی کہ ابو ظبی میں ان کا خیر مقدم نہ ہونا اور ادن صالح الامیری میں ہوائی اڈّے کے حفاظتی ڈائریکٹر کی علیحدگی کی وجہ سے یواے ای کا حادی پر پابندی عائد کرنے کا تنازع)۔اس طرح سے یواے ای کی یمن پالیسی اور صدر حادی، برطانیہ کے آدمی کے طور پر، کے مابین ظاہری تضاد، برطانیہ کا یواے ای کو اس کے کردار کے متقاضی اس کو ایک خاص کام کو سپرد کرنے کے نتیجے میں پیدا ہوا ہے۔اس طرح سے یواے ای یہ دکھانا چاہتا ہے کہ وہ حادی کا حامی نہیں ہے، جس کی تائید کی رضامندی اس نے خلیج پہل میں کی تھی اور واقعتاً وہ ایک اور برطانوی ایجنٹ علی صالح کے ساتھ کھڑا ہے۔اس طرح سے وہ یمن میں برطانیہ کے لیے کردار ادا کر رہا ہے جس سے کہ امریکی ایجنٹ سعودی عرب کے لیے چیزیں دشوار ہو جاتی ہیں۔

ب:لیبیا میں یواے ای کا کردار: یواے ای کی خلافِ اسلام پالیسی کے کشادہ خاکہ کے تناظر میں یواے ای کے لیبیا میں کردار کو سمجھنا آسان ہے جس کی نگرانی (خاکہ تیاری اور نفاذ) برطانیہ کے سابقہ وزیر اعظم ٹونی بلیر کر رہے ہیں۔مزید براں، اقوام متحدہ کے سفیر لیون (Leon) سے رشتوں کو دیکھتے ہوئے اور لیبیا میں یواے ای کے ذریعے اس مرکز کی پشت پناہی؛ یہ سب ان مختلف طریقوں کے وسیع اثر ورسوخ کی طرف اشارہ کرتے ہیں جس کا استعمال لندن کر سکتا ہے جیسا کہ برطانیہ کا یمن میں معاملہ ہے جس کی وجہ قذافی کے دورِ عہد میں اس کا اس ملک میں محیط اثر رہا ہے۔۔۔یواے ای کا سیکولرسٹ اور قبیلوں کے شیوخ کی تائید ونصرت اور "اسلامسٹ" کے خلاف اس کے اقدام اس کو قطر کے ذریعے تائید شدہ طاقتوں کے خلاف لا کھڑا کرتا ہے؛ قطر برطانیہ کے لیے "اسلامسٹ" کے ساتھ مل کر کام کرتا ہے اور یواے ای سیکولرسٹ اور قبائل کے ساتھ۔قطری اور امیراتی کرداروں کی یہ تقسیم بعینہ وہی ہے جس کی رپورٹ امریکی میگزین 'فارین پالیسی' نے کی تھی جس کا حوالہ عربی 21 ویب سائٹ نے 28 اگست 2014 کو دیا تھا یعنی کہ لیبیا پر یواے ای کے ہوائی حملے کے بعد (امریکی میگزین 'فارین پالیسی' اس بات کا اشارہ کرتی ہے کہ لیبیا میں علاقائی اثر ورسوخ کی جدّ وجہد 2011 میں شروع ہوئی جس میں معمّر قذّافی کی حکومت کے خلاف ایک بغاوت برپا ہو گئی جس میں قطری حکومت نے اسلامی میلانات رکھنے والے جنگجوؤں کی دستگیری کی، جبکہ یواے ای نے قبائلی رجحان رکھنے والی طاقتوں کی تائید کی، خاص طور سے مغربی لیبیا کے زنتان قبیلوں کی۔)امریکی میگزین نے یواے ای کے، لیبیا میں کام کر رہے آدمیوں کے ناموں کا خلاصہ کیا ہے۔

لیبیا میں اقوام متحدہ کے سفیر برنارڈنوں لیون (Bernardino Leon، ایک یوروپ سمتی رخ والے اسپینش) سے یو اے ای کے قریبی تعلقات ہیں اور وہ ان کے ساتھ توبرک پارلیمینٹ اور حفتر گروپ کے متعلق ان کی کاوشوں کی تائید کرنے کی کوشش کرنے کے لیے کام کر رہا ہے۔ اخبارات نے اس کے ای میل کا انکشاف کر دیا جس میں یو اے ای کے وزیر خارجہ سے متعلق بات چیت ہے۔ مزید براں، اس نے لیون (Leon) کے لیبیا میں یو این کے عہدے کو چھوڑ کر یو اے ای میں اچھی تنخواہ میں کام کرنے کے لیے منتقل ہونے کا انکشاف کیا۔ یو اے ای اور بین الاقوامی سفیر کے مابین یہ مضبوط رشتہ، جو کہ برطانوی رجحانات کی عکّاسی کرتا ہے، یو اے ای کے لیبیا میں ادا کیے جارہے کردار کے متعلق برطانیہ کے اطمینان کو ظاہر کرتا ہے؛ ایک ایسا کردار جو اگست 2014 میں طرابلس (Tripoli) میں اسلامی جنگجوؤں کے خلاف کیے گئے ہوائی حملوں کے بعد نمایاں طور پر اجاگر ہوا۔ سب سے پہلے امریکہ نے یو اے ای کے ان حملوں کو پہچانا جو کہ اتّفاق سے توبرک کو پارلیمینٹ کی منتقلی سے ملا۔ یہ ایک قابل تذکرہ بات ہے کہ برطانیہ یو اے ای کے سیکولروں کی جانب جھکنے اور "اسلامسٹ (Islamists)" کے خلاف کھڑے ہونے کے پیچھے ہے۔ (مصر العربیہ ویبسائٹ کے حوالے سے بتاریخ 2017/01/31)۔

دوسری جانب، برطانوی اخبار ٹیلی گراف نے پہلے اس بات کا انکشاف کیا تھا کہ ٹونی بلیر کنسلٹنگ سینٹر (Tony Blair Consulting Center) نے بعوض مشورہ اور صلاح کی خدمات کے یو اے ای سے 35 ملین ڈالر کا معاہدہ کیا ہے جو کہ بلیر سینٹر اور یو اے ای وزارت خارجہ کے ڈرافٹ معاہدے کے مطابق ہے۔ ان دو فریقین کے مابین مشترکہ رجحانات اور موقّفات کی سب سے نمایاں خصوصیت اس علاقے میں اسلامی تحریکوں اور پارٹیوں کے متعلق قائم شدہ موقّف ہے۔۔۔ اس طرح سے یہ واضح ہے کہ برطانیہ اپنے ایجنٹوں کے کردار کی تقسیم اس طرح کرتا ہے جو کہ بظاہر متضاد لگتے ہیں لیکن آخیر میں وہ برطانوی مقاصد کے حصول کا ہی ذریعہ بنتے ہیں۔ وہ اپنے سارے ایجنٹوں کو ایک ہی طرف کھڑا نہیں کرتا، خاص طور سے ان ممالک میں جہاں اس کے لیے متعدد کارڈ ہیں مثال کے طور پر لیبیا۔ اس طرح سے، قطر حفتر کے خلاف نظر آتا ہے اور صلح کرانے والی برطانوی حکومت کے ساتھ ہے اور یو اے ای خلیفہ حفتر کے ساتھ کھڑا نظر آتا ہے اور اس کی مضبوطی سے تائید کرتا ہے!

پ: تیونس میں یو اے ای کا کردار:

نومبر 2015 میں تیونس کے صدر باجی کید سبسی (Baji Caid Sibsi) نے کہا: "۔۔۔ یو اے ای عدم استحکام کے طریقوں کی پیروی کرتا رہے گا کیونکہ اسے لگتا ہے کہ وہ محفوظ ہے (احتساب سے) اس کے پاس اتنی دولت ہے کہ بنا کسی خوف کے وہ طاقت اکٹھا کر سکتا ہے کیونکہ ہر کوئی بشمول یورپ اس کی دولت پر انحصار کرتا ہے" (مڈل ایسٹ آئی، 30 نومبر 2015)۔۔۔ یو اے ای کے موقّف کی جانچ پڑتال کے بعد، جو کہ تیونس (برطانیہ کا رفیق) سے معاندانہ رویہ کا اظہار کر رہا ہے، ان دونوں کے رشتوں کے مابین تناؤ نظر آتا ہے۔ بہر حال یہ ایک مصنوعی حالت معلوم ہوتی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ سبسی یو اے ای گئے تھے اور جب انہوں نے تیونس اور یو اے ای کے مابین کشیدہ رشتوں کے متعلق بات کی، تو اس کی خبر آئی کہ یو اے ای تیونس کو فرانس کے ہتھیار اور جنگی سازوسامان خریدنے کے لیے سرمایہ دے گا جس سے کہ وہ لیبیا اور الجزائر سے اپنی سرحدوں پر ضبط و نگرانی رکھ سکے۔ فرانس کے صدر ہالینڈ نے تیونس کے صدر کے ساتھ ایک میٹنگ کے بعد ایک مشترکہ پریس کانفرنس میں کہا کہ "تینوں ممالک کے مابین اس کے متعلق اشتراک ہے۔" اس مضمون کے متعلق ایک سوال کے جواب میں فرانس کے اخبارات نے 7 اپریل 2015 کو تیونس کے لیے فرانسیسی ہتھیاروں کی ڈیل کے بارے میں خبر شائع کی۔ تیونس کے وزیر خارجہ طیب البکوچی نے اس بات کا انکشاف کیا کہ "ان کا ملک فرانس اور یو اے ای سے ہتھیار و اسلحہ خریدنے کے حوالے سے مذاکرات میں مشغول ہے۔۔۔" (دولیا اخبار، 7 اپریل 2015)

اس طرح سے ایک طرف یو اے ای تیونس کو ہتھیاروں کی خریداری میں تعاون کرتا ہے اور دوسری طرف اس سے رشتوں کی کشیدگی اور تناؤ کا بھی اظہار کرتا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ واقعی تناؤ نہیں ہے بلکہ مصنوعی ہے تاکہ یو اے ای تیونس میں اور اس کے آس پاس برطانیہ کے لیے کردار ادا کر سکے، خاص طور سے لیبیا میں۔ یہ اس وجہ سے کہ تیونس حفتر کے خلاف ہے اور لیبیا کی مصالحتی حکومت کے ساتھ ہے، جو کہ اس کی حمایت پر وجود میں

آئی تھی اور بعد میں طرابلس منتقل ہوگئی۔ اس طرح سے تیونس سے تنازعے کا اظہار کرنا یواے ای کے برطانوی فریب کو خلیفہ حفتر کے سامنے سہولت سے لا کھڑا کرے گا۔

ت: السیسی کے متعلق یواے ای کا کردار:

وسط 2013 میں مرسی کے خلاف سیسی کی بغاوت کے بعد سے سعودی عرب کے ساتھ مل کر یواے ای نے مصری صدر السیسی کی حمایت میں پیش قدمی دکھائی ہے۔ شاہ عبد اللہ کے دور عہد میں سعودی عرب برطانیہ کی اتباع کر رہا تھا، اور یہ بات سمجھ میں آتی ہے کیونکہ برطانیہ خود امریکہ کے ساتھ قدم ملا کر چل رہا تھا، اس لیے اس نے اپنے ایجنٹوں کو امریکہ کے ایجنٹوں کی اتباع کرنے کو کہا کیونکہ علاقے میں ان کا ہی تسلط ہے، اور برطانوی ایجنٹ امریکی ایجنٹوں سے کمزور نظر آتے ہیں۔ اس لیے، برطانیہ ظاہری طور پر اپنے سارے ایجنٹوں کو امریکی یجینوں کے خلاف ایک ساتھ کھڑا نہیں کرتا، سوائے قطر جیسے کچھ خصوصی معاملوں میں۔۔ یہی کچھ معاملہ برطانیہ السیسی کے ساتھ کر رہا ہے؛ وہ اس کو کچھ یقین دلانے والے اشارے دیتا ہے اور ان کو یو اے ای سے منسلک کرتا ہے۔ اس کا تذکرہ برطانوی اخبارات نے کیا تھا؛ العربی ویب سائٹ نے 25 جون 2014 کو Financial Times میں ایک رپورٹ کا حوالہ دیا جو کہتی ہے "ٹونی بلیر کے کاروبار سے متعلق اندرونی ذرائع نے Financial Times کو بتایا کہ انہوں نے ماہرین کے ایک گروپ کو اس کام پر معمور کیا ہے کہ وہ دہشت گردی میں ملوّث ہونے کے باعث اخوان المسلمین اور مصری فوجی قائدین اور خلیج میں ان کے معاونین کے ذریعے ان کے خلاف لگائے گئے الزامات پر ایک رپورٹ تحریر کریں"۔ اخبار نے یہ بھی رپورٹ شائع کی کہ ٹونی بلیر نے اپنی تقریروں کے ذریعہ مصری فوجی بغاوت کی تائید کی ہے جس نے مصری صدر محمّد مرسی کو حکومت سے معزول کر دیا تھا۔ بلیر نے اپنی ایک تقریر میں مصر میں ہوئی اس فوجی بغاوت کو "مصری عوام کے لیے ایک حفاظتی مشن" سے تعبیر کیا تھا۔ اخبار نے مزید لکھا "یواے ای حکومت کے موقّف سے یہ حالت بالکل مطابقت رکھتی ہے "اس لیے یواے ای کے السیسی سے قربت دلانے والے افعال بنا کسی جنبش کے برطانوی پالیسی کے ماتحت ہیں۔"

4۔ یاد دہانی کے لیے، 12 جنوری 2016 کو ہم نے "سوال کے جواب" میں مندرجہ ذیل باتیں کہیں تھیں:

"کہیں بھی ذیلی اور ماتحت ممالک کے مابین ہم کسی بھی تصادم کی توقّع نہیں رکھتے جو کسی ایک ملک کے ارد گرد گھومتے ہیں، اگر وہ ایک ہی بڑے ملک کی اتباع کرتے ہیں کیونکہ وہ بڑا ملک ہی ہوتا ہے جو کہ ان کی عمومی خارجہ پالیسی کو چلاتا ہے۔ یہ پالیسی ہی اس تصادم کو قابو میں رکھتی ہے۔۔۔ یہ تو تصادم کے متعلق معاملہ ہے۔ لیکن اگر ان میں کسی بھی تصادم کے بغیر تنازع ہو جائے تو اس کی تین ممکنہ وجوہات ہو سکتی ہیں: پہلی وجہ اس بڑے ملک کے مفادات کی خدمات میں ادا کیے جا رہے کرداروں کا بٹوارا ہو سکتا ہے، دوسری وجہ ان کے اندرونی اختلافات ہو سکتے ہیں لیکن اس بڑے ملک کی خارجہ پالیسی پر کسی بیرونی اثرات کے بغیر۔ تیسری وجہ کسی ایک ایجنٹ کی پشت پناہی کر کے اس کے اور ایک دوسرے ایجنٹ کے مابین ایک ٹھنڈے پڑے معاملے کو گرم کروا دینا اور پھر سارے حمایتی لوازمات دے دینے کے بعد خاموشی سے بیٹھ جانا"۔ یہ بات یواے ای پر منطبق ہوتی ہے جو کہ برطانیہ کا ایجنٹ ہے جو کہ بیان کیے گئے پہلے نکتے یعنی کرداروں کا تقسیم کیا جانے کے زمرے میں آتا ہے اور وہ برطانیہ کے ذریعہ تحریر کیے گئے کردار کو ادا کرتا ہے جیسے کہ قطر ان کے لئے ایک علیحدہ کردار ادا کرتا ہے۔

5۔ اجمالی طور پر، یواے ای باقی تمام خلیج کے ممالک کی طرح برطانیہ کے ماتحت ہے سوائے سعودی عرب کے جو کہ سلمان کی سرکردگی میں امریکہ کے ساتھ نظر آتا ہے۔۔۔ یواے ای برطانیہ کے ذریعہ بنائے گئے کردار کی ادائگی میں مشغول ہے چاہے وہ کردار یمن میں ہو، یا لیبیا میں اور یا پھر مصری حکومت کی تائید میں۔ اس طرح سے اس کی پالیسی میں جو بظاہر تضاد نظر آرہا ہے وہ برطانیہ کے ذریعہ سیکولروں اور اسلامسٹ مخالفوں کی تائید و نصرت کے نتیجے میں ہے جو کہ مثال کے طور پر قطر کے لیے وضع کی گئی پالیسی کے برخلاف ہے۔ مزید براں، یواے ای برطانیہ کے لیے عمیق اور خاص پالیسیوں کا نفاذ کر رہا ہے۔ یواے ای علاقے میں اکثر امریکی ایجنٹوں کی پشت سے برطانیہ کے لیے خفیہ طور پر کام کرتا ہے، اور مقامات سے برطانیہ کے لیے خدمات انجام دیتا ہے۔ ان سب کے باوجود، چاہے وہ قطر ہو، یواے ای ہو یا کوئی بھی مسلم ملک جو استعماری کفّار کے مفاد کی خدمات میں لگے ہوئے ہیں، جان لیں کہ یہ ایک بہت بڑا جرم ہے جو ان سے سرزد ہو رہا ہے اور ان کو اس دنیا اور آخرت میں یہ بالکل نفع دینے والا نہیں۔ وہ بالکل ویسے ہیں جیسا کہ اللہ عزیز القدیر نے فرمایا:

سَيُصِيبُ الَّذِينَ أَجْرَمُوا صَغَارٌ عِندَ اللَّهِ وَعَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا كَانُوا يَمْكُرُونَ

"عنقریب ان لوگوں کو جنہوں نے جرم کیا ہے اللہ کے پاس پہنچ کر ذلت پہنچے گی اور ان کی شرارتوں کے مقابلے میں سزائے سخت"(الانعام:124)

12رجب1438ہجری
09اپریل2017